توحید کا ایک منظر اس زمین پر پیش کریں

MTA پر زبانوں کے پروگرام بنانے کیلئے ہدایات

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 رفروری 1995ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۸﴾ (الاحزاب: 46 تا 48)

پھر فرمایا:۔

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نبی! ہم نے تجھے گواہ اور نگران بنا کر بھیجا ہے اور خوشخبریاں دینے والا بنا کے بھیجا ہے اور ڈرانے والا بنا کے بھیجا ہے وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ اور اللہ کی طرف دعوت دینے والا بِاِذْنِهٖ اسی کے حکم کے ساتھ سِرَاجًا مُّنِيْرًا اور ایسا سورج بنا کر بھیجا ہے جس نے لازماً بالآخر کل عالم میں چمکنا ہے اور کل عالم کی روشنی اس تیری ذات ہی سے وابستہ کر دی گئی ہے کیونکہ سورج ہی سے سب دنیا روشنی کا فیض پاتی ہے خواہ وہ مشرق کی دنیا ہو یا مغرب کی۔ پس اس پیشگوئی کا رنگ بھی یہ تھا کہ کل عالم کے لئے جب تجھے بھیجا گیا ہے تو سراج تو ہے ہی خواہ وہ مشرق کی دنیا ہو یا مغرب کی۔ جب تو ان پہ چمکے گا تو وہ نور پائیں گے، جب تک وہ تجھ سے غافل رہیں گے ان کے سینے منور نہیں ہو سکتے۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور وہ لوگ جو مومن ہیں، ایمان لے آئے، ان

کو خوشخبری دے دو بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔

علم کے سلسلے میں جو میں نے خطبوں کا آغاز کیا ہے اس میں میں نے گزارش کی تھی کہ آئندہ انشاء اللہ یہ جو MTA کے بعض پروگرام ہیں ان سے متعلق میں خطبے میں بعض اہم امور بیان کروں گا مگر اس سے پہلے یہ حدیث میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو بخاری کتاب العلم **باب فضل من علم وتعلم** سے لی گئی ہے یعنی کتاب علم ہے اور اس میں باب ہے اس شخص کا فضل، اس کا مرتبہ اور دوسروں پر اس کی فوقیت جو سیکھتا بھی ہے اور سکھاتا بھی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے پہلے میں چند احادیث بیان کر چکا ہوں اور اسی کی روشنی میں انشاء اللہ آئندہ آپ کو آپ کی ذمہ داریاں سمجھاؤں گا۔ حدیث یہ ہے:

عن ابی بردة عن ابی موسیٰ عن النبی ﷺ قال مثل مابعثنی اللّٰہُ بہٖ من الھدی والعلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضاًفکان منھا تقیۃقبلت المآءَ فانبتت کلأ والعشب الکثیر وکانت منھااجادب امسکت الماء فنفخ اللّٰہُ بھاالناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصابت...الخ۔ (بخاری کتاب العلم)

یہ جو حدیث ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ **بعثنی اللہ** مجھے جو اللہ نے مبعوث فرمایا ہے **من الھدیٰ والعلم** ہدایت میں سے دے کر اور علم میں سے کچھ عطا فرما کر۔ یہ من کا جو لفظ ہے یہ بعض دفعہ کچھ کے لئے استعمال ہوتا ہے بعض دفعہ بہت بڑا ایک حصہ عطا کیا گیا ہو تو اس کے لئے بھی محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ اس میں سے یعنی میں اس کا ترجمہ یوں سمجھتا ہوں کہ **من الھدیٰ والعلم** کہ بہت بڑی ہدایت اور بہت بڑے علم سے جو کچھ مجھے عطا ہوا ہے **کمثل الغیث** اس لئے یہ ترجمہ درست ہے کہ آگے مثال **غیث** کی دی جارہی ہے۔ بظاہر **من** کا مطلب ہے اس میں سے کچھ۔ مگر اتنا عطا فرمایا ہے کہ جیسے موسلا دھار بارش برسے، بڑی کثرت کے ساتھ۔ **اصاب ارضاً** اور وہ زمین کو پہنچے اور زمین کو اپنے فیض سے بھر دے۔ یہ بیان فرمانے کے بعد کہتے ہیں مگر زمینیں تین قسم کی ہیں۔ کچھ ایسی ہیں جو تقی ہیں، جو صالح ہیں۔ ان میں چیز کو قبول کر کے اس کے فیض کو اپنی ذات میں جاری کر

کے اور پھر اور فیض رساں بننے کا مادہ پایا جاتا ہے۔ پس وہ لوگ جو میری بات کو سنتے ہیں اسے قبول کرتے ہیں جذب کرتے ہیں اور ان سے پھر نئی روئیدگی پھوٹتی ہے اور میرے عطا کردہ علم کا فیض پھر وہ باقی دنیا کو پہنچاتے ہیں ان کی مثال اسی زمین کی سی ہے جو بیان کی گئی ہے کہ وہ صالح زمین، پاک زمین جس پر جب خوب بارش برسے تو اس کے پانی کو جذب کرتی ہے اور اس کو پھر نئے نئے فائدوں میں تبدیل کرتی چلی جاتی ہے۔

اب زندگی بخش پانی ہی ہے مگر جو اچھی مٹی، زرخیز مٹی ہے جب اس میں وہ پانی ملتا ہے تو ضروری نہیں کہ بعینہٖ بس اتنا ہی پانی کا فیض پانی کی صورت میں دے بلکہ پانی کے ساتھ زندگی کے جتنے مصالح وابستہ ہیں وہ سارے مصالح یعنی مصلحتیں اور فوائد، وہ مٹی اپنی ذات میں ملا کر بنی نوع انسان کے لئے جاری کر دیتی ہے۔ پانی میں حیات ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ خالی پانی پی کے انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ پانی میں تمام حیات کے آغاز کا مادہ ہے اس کو برقرار رکھنے کا مادہ ہے، زندگی کی صلاحیتوں کو اجاگر کر کے مختلف صورتوں میں باہر نکالنے کا مادہ ہے۔ پس یہ عظیم مثال حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان اپنے غلاموں کی دی ہے جو زرخیز مٹی کی طرح پانی کو قبول کرتے ہیں پھر پانی ہی کے فیض کو ہر قسم کی دوسری ضرورتوں میں تبدیل کر کے وہ بنی نوع انسان کے لئے جاری کرتے ہیں۔

اور کچھ ایسی زمین ہے جو قبول نہیں کر سکتی مگر گویا وہ نیچی ہے۔ اس میں تکبر نہیں ہے، انکسار پایا جاتا ہے۔ وہ نچلی زمین ایسی ہوتی ہے جس کی طرف پانی بہتا ہے اور وہ اسے سنبھال لیتی ہے۔ اس میں اب چونکہ کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوسکتی اس لئے وہ اس پانی کی تبدیل شدہ صورت میں جو مزید منفعتوں کے ساتھ دنیا کو دیا جاتا ہے اس صورت میں اس پانی کو دنیا کے سامنے نہیں پیش کر سکتی۔ کوئی روئیدگی نہیں نکلتی، کوئی سبزہ نہیں پھوٹتا، کوئی پھل پیدا نہیں ہوتے مگر امانت دار زمین ہے۔ اس میں انکسار پایا جاتا ہے اور نچلی زمینوں کی طرف پانی بہتا ہے تو پھر وہ اسے محفوظ کر لیتی ہیں۔ فرمایا وہ تو خود اس سے اس طرح استفادہ نہیں کر سکتیں مگر اور آنے والے آتے ہیں جب بارشیں ختم ہو جاتی ہیں تب بھی اس زمین سے لوگ اپنے ڈولوں سے پانی بھرتے ہیں اور اس کا فیض کھیتوں کی صورت میں بھی دوسری جگہ جاری ہو جاتا ہے اور دوسری طرح بھی بنی نوع انسان کے لئے فوائد اس پانی کے ساتھ منسلک ہو جاتے ہیں تو یہ بھی ایک زمین ہے۔ خود محروم ہونیکے باوجود کیونکہ ان کی صلاحیت نہیں، ایسے لوگوں کو اور بسا اوقات

ہمیں انسانی زندگی میں ایسے لوگ دکھائی دیتے ہیں، منکسر ہیں، بے علم ہیں ذہنی صلاحیتیں بھی زیادہ نہیں مگر تقویٰ شعار لوگ ہیں۔ عاجزی پائی جاتی ہے، جو کچھ کہا جاتا ہے اسے سنبھال لیتے ہیں، وہ خود اگر فائدہ نہ اٹھائیں تو کثرت کے ساتھ بنی نوع انسان کے لئے فائدہ کا موجب بنتے ہیں۔

مگر فرمایا ایک وہ بدنصیب زمین ہے جو سنگلاخ ہے نہ قبول کر کے خود فائدہ اٹھا سکتی ہے نہ کسی اور کے لئے وہ پانی رکھتی ہے۔ آج پانی برسا کل خشک ہوگئی اور کوئی نشان بھی پھرتری کا اس میں دکھائی نہیں دیتا۔ تو فرمایا میں تو مبعوث ہوا ہوں کل عالم کے لئے مگر تین قسم کے لوگ ہیں جن سے مجھے واسطہ پڑتا ہے اور بہترین وہی ہیں جو فرمایا مومن ہیں، جو سچے مومن ہیں میرے مخلص غلام ہیں وہ خود بھی بہت فائدہ اٹھاتے ہیں اور بنی نوع انسان کے لئے بھی ان سے بکثرت فائدے وابستہ رہتے ہیں۔

علم کے مضمون میں یہ حدیث بہت ہی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ فضیلت اس شخص کی بیان ہو رہی ہے۔ حضرت امام بخاریؒ نے باب یہ باندھا ہے **فضل من علم و تعلم** اس شخص کا فضل جو خود بھی سیکھتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔ وہ اس مثال کی طرح ہے جو رسول اکرم ﷺ نے دی ہے۔ تو حضرت امام بخاریؒ بہت ہی زیرک تھے اور احادیث کی تفسیر بھی ساتھ ساتھ ایک دو لفظوں میں بیان فرما دیتے تھے۔ بعض لوگ بڑی بڑی تقریریں ان حدیثوں پر کرتے ہیں بعد میں لکھتے بھی ہیں مگر حضرت امام بخاریؒ کے دو کلمے اس حدیث کی روح تک پہنچتے ہیں اور اس کو اجاگر کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ گویا خود ان کی مثال بھی اسی زرخیز سرزمین کی سی تھی جو پانی کو قبول کرتی ہے پھر اسے جذب کر کے اس کی روح تک پہنچتی ہے۔ اس کو بنی نوع انسان کے فوائد کے لئے ان کے سامنے ایسی صورت میں پیش کرتی ہے کہ وہ سمجھ سکتے ہیں اور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

یہ جو ٹیلی ویژن کا نظام ہے اس سلسلے میں میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ذہن میں جو نقشہ ہے وہ ایک عالمی اوپن یونیورسٹی کا نقشہ ہے اور وہ تمام علوم جو بنی نوع انسان کے فائدے کے علوم ہیں، میں چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی غلامی میں اس اعلیٰ مقصد کی خاطر جس کے لئے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔ آپؐ کے علوم کا سورج تمام دنیا میں روشن ہوا اور تمام دنیا پر چمکے اور آپؐ کا پانی جو بکثرت برسا ہے وہ نہ ختم ہونے والا پانی ہے وہ ہماری حقیر اور ادنیٰ نظر آنے والی جماعت کے ذریعے جس کو خدا نے فضیلت بخشی ہے، حقیر تو دکھائی دیتے ہیں دنیا کو مگر اللہ نے ان

کے سپرد وہ عظیم کام فرما دیا ہے جو تمام فضیلتوں کا منبع ہے یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ پر بارش کی طرح نازل ہونے والے علوم کو تمام دنیا میں پہنچایا جائے۔ یہ وہ کام ہے جس میں MTA جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ ہے اس نے اہم فریضہ ادا کرنا ہے اور کسی حد تک شروع کر چکی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ جو اس سلسلے میں میں ہدایتیں دیتا ہوں وہ بظاہر یوں لگتا ہے کہ بعض ایسی زمینوں پہ پڑی ہیں جن پہ پانی پڑا اور بہہ گیا اور انہوں نے دوسروں کے لئے محفوظ بھی نہ رکھا اور بعض ایسی زمینیں ہیں جو محفوظ رکھ لیتی ہیں، لوگ فائدہ اٹھا لیتے ہیں مگر وہ خود جیسا کہ کہا گیا ہے انتظامیہ اس طرح مستعدی سے نہ اس پر عمل کرتی ہے نہ عمل کرواتی ہے اور بعض بڑی زرخیز زمینیں بھی ہیں۔

اس ضمن میں جب میں نے یہ مضمون اس تعلق میں سوچا تو میں نے اور غور کیا تو پتا چلا کہ دراصل یہ مثال جماعت پر صادق نہیں آتی صرف منتظمین پر صادق آتی ہے کیونکہ میرا وسیع تجربہ یہ ہے کہ جماعت ساری کی ساری زرخیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ جماعت بے وفاؤں کی جماعت نہیں ہے۔ ہر نیک کام پر بڑی مستعدی سے لبیک کہنے والی جماعت ہے کبھی بھی انہوں نے نیکی کے بلاوے پر پیٹھ نہیں پھیری بلکہ لبیک کہتے ہوئے مشکل کاموں میں بھی یوں لگتا تھا کہ اپنی طاقت سے بڑھ کر حصہ لینے کے لئے ہمیشہ مستعد ہے۔ پس اس پہلو سے میرا وسیع تجربہ ہے اس میں کوئی مبالغہ نہیں کہ جہاں بھی انتظامیہ کی کمزوری کی وجہ سے یوں محسوس ہو کہ زمین زرخیز نہیں رہی اور اس طرح جواب نہیں دے رہی جیسے بارش کا جواب زرخیز زمینیں دیا کرتی ہیں تو قصور ہمیشہ اس ایک آدھ انسان کا یا ایک دو یا چند آدمیوں کا ہوا کرتا ہے جو بیچ میں بیٹھ رہتے ہیں اور اپنی پوری ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی یا صلاحیت نہیں رکھتے یا ان کی غفلت حائل ہو جاتی ہے۔

یوں سوچتے ہوئے مجھے یاد آ گیا کہ میرا بھی زمیندارے کا تجربہ ہے۔ اب جو نئی نئی مشینیں بنی ہیں ان میں بیجوں کی مشینیں بھی ہیں لیکن ہمارے ہاں کے حالات مختلف ہیں ان کی مٹی اور طرح کی ہے بعض مٹی کیچڑ جلدی بن جاتی ہے اور بظاہر سوہاگے کے بعد ٹھیک دکھائی دیتی ہے مگر نالیوں میں پھنسنے لگ جاتی ہے۔ یہاں میں نے دیکھا ہے یورپ میں بھی، امریکہ میں بھی وہ مشینیں جو بیج کی مشینیں وہ بالکل صاف بیج پھینکتی جاتی ہیں اور اگر کہیں کچھ نالیوں میں پھنستا ہوگا تو وہ لوگ اچھے تربیت یافتہ ہیں وہ دیکھتے رہتے ہیں کہیں کوئی نالی خالی تو نہیں پھر وہ اُتر کر اس کو جھاڑ کر ٹھیک کر لیتے ہیں۔ تو بعض دفعہ جو

بیج ڈالنے والی مشینیں ہیں ان کی نالیاں بند ہوتی ہیں اب وہ زمین کو کوسا جائے تو یہ تو جائز بات نہیں ہو گی۔ بعض دفعہ جلدی پتا لگ جاتا ہے بعض دفعہ کچھ عرصے کے بعد جبکہ بیجنے کا موسم ہی گزر جاتا ہے پھر پتا چلتا ہے پھر زمیندار کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تو ایسی جماعتیں بھی ہیں جہاں بعض منتظمین رستے میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جماعتیں مستعد ہیں لیکن کام نہیں ہو رہا جس کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں پر انحصار کیا گیا تھا انہوں نے اس انحصار کے تقاضے پورے نہیں کئے۔

اب تک جو یاددہانیاں کروائی گئیں جماعتوں میں ان میں سب سے زیادہ میرے لئے کوفت کا موجب جرمنی کی جماعت بنی کیونکہ بڑی مستعد ہے، بڑی قربانی کرنے والی ہے اور MTA کا سب سے بڑا بوجھ جرمنی کی جماعت نے اٹھایا ہوا ہے تو MTA سے استفادے میں وہ محروم رہ جائے تو گویا ان کی مثال اس بیج والی زمین کی سی بن جائے گی جو پانی اکٹھا تو کرتی ہے اور لوگ تو فائدہ اٹھا لیتے ہیں مگر خود فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ جرمنی کی جماعت اس مثال پہ اپنے لئے راضی رہے اگرچہ حادثۃً یا اتفاقاً یہ مثال ان پر صادق آ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ امیر صاحب چونکہ جرمن بولنے والے امیر ہیں، بے حد مخلص فدائی، منکسر المزاج، بے حد محنتی مگر بعض دفعہ وہ لوگ جو اردو دان ہیں یا پنجابی بولنے والے ہیں ان کی وہ ٹیمیں بناتے ہیں، اس اعتماد پر کہ اچھا کام کرنے والے ہیں اور وہ پھر آگے اس کام پر بیٹھ رہتے ہیں۔ پھر ان کی مدد کرنی پڑتی ہے ان کو سمجھانا پڑتا ہے کہ اس ٹیم کو بدلیں کوئی اور ٹیم لے آئیں۔ بعض دفعہ ان کی مجلس عاملہ میں بیٹھ کر خود تبدیلیاں کروائی گئیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہی جماعت جو پہلے غیر مستعد نظر آتی تھی اچانک اس میں جان پڑ گئی۔ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ (التکویر:۱۹) کی صورت میں جس طرح صبح جاگ اٹھتی ہے اسی طرح وہ صبح کی طرح روشن جماعتیں تھیں مگر صبح کے وقت سوئی ہوئی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑا فضل فرمایا۔ یہ جو کام ہے اس میں بھی معلوم ہوتا ہے کوئی ایسی ہی ٹیم امیر صاحب اور جماعت کے درمیان پڑی ہوئی ہے جو کاموں پر بیٹھ گئی ہے اور جرمنی کی جماعت کو یہ دن دیکھنا پڑا کہ بار بار موقع دینے کے باوجود میں ٹالتا رہا اس مضمون کو ذرا ٹھہر کے بیان کروں تا کہ مجھے جرمنی سے خوشکن رپورٹ آ جائے لیکن افسوس کہ یہ میری خواہش پوری نہ ہو سکی۔ اس لئے امیر صاحب کو اب تبدیلی کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں جن کے متعلق میں اخلاقی خطبات میں نصیحت کر چکا ہوں، بہت

بڑے بڑے فوائد کے رستوں میں حائل ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ چھوٹا دل رکھتے ہیں، ایک آدمی اچھا کام کر رہا ہے امیر کے زیادہ قریب آ گیا ہے تو اسی سے حسد شروع ہو جاتا ہے، ایسی باتیں شروع ہو جاتی ہیں جس سے امیر کا دل بھی کھٹا ہوتا ہے کہ یہ تو اسی کی باتیں سنتا ہے گویا کہ اس کو امیر بنا رکھا ہے۔ ایک ایسا شخص وہاں موجود ہے مبشر باجوہ کے نام سے مشہور بھی ہے اور بدنام بھی۔ مشہور تو ان لوگوں کی نظر میں جو جانتے ہیں کہ نیک انسان، خدمت گزار۔ آج تک میں نے جتنے کام سپرد کئے ہیں سب سے زیادہ مستعدی سے جرمنی میں مبشر باجوہ نے وہ کام کئے ہیں۔ کبھی کوئی شکوہ نہیں، کبھی بعض دفعہ یاددہانیوں کی بھی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ یاد آیا تو پوچھا تو پتا چلا کہ کام ہو چکا تھا لیکن رپورٹ میں ذرا کمزور ہیں مگر بہت عمدہ کام کیا ہے۔ ایک زمانہ تھا جبکہ امیر صاحب ان پر بہت بنا کرتے تھے اس لئے کہ آپ جانتے تھے کہ نیک، مستعد اور صحیح مشورے دینے والا اور متفرق کام جو بھی سپرد کریں، وہ مستعدی سے کرتا ہے لیکن چونکہ ان کی بیوی کا عزیز بھی ہے اس لئے بعض چھوٹے دل والوں نے چھوٹی باتیں شروع کر دیں کہ لو جی یہ تو گھر کا راج بن گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ''سالا آدھے گھر والا'' یا ''سالی آدھے گھر والی'' تو انہوں نے امارت ہی بانٹ کے آدھی مبشر کے سپرد کر دی حالانکہ ہرگز ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ میں نے امیر صاحب سے کہا یہ چھوٹے دل والے اگر اعتراض کرتے ہیں، تو چلیں، کچھ دیر کے لئے کبھی کبھی مشورہ لے لیا کریں، ورنہ اس بیچارے کو الگ چھوڑ دیں اور وہ امور جن میں یہ خاص طور پر ممد تھے ان میں کمزوری آ گئی۔ اب میں یہ نہیں کہتا کہ اس کام پر مبشر کو مامور فرمائیں۔ یہ امیر کا کام ہے وہ خود دیکھے مگر جو بھی اس کام میں روک بن کے بیٹھے ہوئے ہیں وہ مجھے منظور نہیں ہیں۔ اب نئے آدمی مقرر کریں اور میں آپ کو مثالیں دوں گا کہ کس طرح چھوٹی چھوٹی جماعتیں جن میں زیادہ وسائل بھی نہیں ہیں چونکہ ان کے کام کرنے والے مخلص اور فدائی تھے، عاجز تھے اور جو ہدایت دی گئی اس کو قبول کیا اس سے ان کے کم ہونے کے باوجود بہت ہی نیک نتائج ظاہر ہوئے، اتنے کہ میری توقع سے بھی بڑھ کر۔

ایک اس کی میں جو آپ کے سامنے مثال رکھتا ہوں ان کے لئے دعا کی بھی تحریک کرنا چاہتا ہوں بڑے کام وہاں ہونے والے ہیں، بڑے اہم کام ہیں جو آئندہ جماعت کی ترقی پر اثر انداز ہوں گے۔ وہ مصروف ہیں لیکن کچھ روکیں ان کی راہ میں حائل ہیں۔ وہ ناروے کی جماعت

ہے۔ناروے کے امیر صاحب زیادہ دینی لحاظ سے خاص تعلیم یافتہ آدمی نہیں ہیں لیکن انکسار ہے اور اطاعت کا بڑا مادہ ہے۔جو سنتے ہیں من وعن اسی طرح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔سالہا سال سے،دس گیارہ سال سے تو یہاں آکے بھی دیکھ رہا ہوں کہ نارویجیئن زبان میں قرآن کا ترجمہ نہیں ہو رہا تھا۔مشکل یہ تھی کہ وہ جو ایک مخلص نارویجین جن کے اخلاص میں کوئی شک نہیں وہ دوسرے کاموں میں اتنے مصروف،اپنی روزمرہ ذمہ داریوں کے علاوہ جماعتی خدمتوں میں بھی کہ ان کے اکیلے کے بس کی بات نہیں تھی۔دوسرے وہ محتاط بہت ہیں۔جب تک پوری طرح مضمون نہ سمجھ آجائے وہ آگے ترجمہ نہیں کرسکتے۔یہ یقین پوری طرح نہیں کہ میں قرآن کے ترجمے کا حق بھی پوری طرح ادا کر رہا ہوں کہ نہیں۔تو بہت لمبا عرصہ گزر گیا ترجمہ ہو نہیں رہا تھا۔میں نے امیر صاحب سے کہا کہ میں جب دورے پر جاتا رہا ہوں تو میں نے محسوس کیا ہے کہ نئی ایسی نسل احمدی نوجوانوں کی لڑکوں اور لڑکیوں کی اوپر آرہی ہے جو بہت ہی اچھے زبان دان ہیں اور اردو بھی اچھی بھلی آتی ہے۔لیکن نارویجین میں تو یہ حال ہے کہ بہت سے ایسے ہمارے بچے ہیں جو نارویجیئن سے ہمیشہ نارویجیئن زبان میں زیادہ نمبر لے جاتے ہیں اور ان کے اساتذہ بھی حیران ہوتے ہیں،ان کے والدین کو ہیڈ ماسٹرز لکھتے ہیں، عجیب قسم کا لڑکا ہے باہر سے آیا ہے اور ہمارے سارے نارویجیئنز کو نارویجیئن زبان میں Beat کر گیا ہے یا ایسی بچیاں بھی بہت ہیں۔تو میں نے کہا اللہ نے آپ کو صلاحیت عطا فرمائی ہوئی ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔طریقہ ان کو میں نے سمجھایا کہ اچھی بچیاں،ایک ٹیم ان کی بنائیں،اچھے بچوں کی ایک ٹیم بنائیں ان کے ساتھ جو وہاں سے ایسے لوگ آئے ہوئے ہیں جو دینی علم رکھتے ہیں کچھ نہ کچھ اور اردو زبان پر ان کو خوب محاورہ ہے ان کی ٹیم میں ان کو داخل کریں نگران کے طور پر۔وہ ترجمہ اپنی نگرانی میں کروائیں اور پھر ان کو سننے کے بعد چھان بین کرلیں کہ واقعۃً وہ مفہوم ہمارے اردو تراجم سے منتقل ہوا ہے کہ نہیں۔پھر مربی صاحب یا دوسرے صاحب جو علم لوگ ہیں ان کو ان پر نگران بنائیں وہ پھر ان کو دیکھیں۔پھر ان کی آپس میں اکٹھی Meetings ہوں وہاں ترجمے پڑھے جائیں اور ایک دوسرے کو مشورے دیں۔میں نے کہا یہ بہت محنت کا کام ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ ہوسکتا ہے اور ایک سال کا عرصہ ان کو میں نے دیا تھا وہ چھ مہینے میں ہی مکمل کر دیا ہے اور ایسا اعلیٰ پائے کا ترجمہ کیا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔میں نے احتیاطاً یہاں کی جو ماہر کمپنیاں ہیں جو

تراجم کے اوپر حرف آخر سمجھی جاتی ہیں ان کو وہ ترجمہ بھیجا انہوں نے کہا کہ کوئی ہمیں اس میں نقص نظر نہیں آتا۔ قرآن کریم کے عین مطابق جیسا کہ نارویجیئن میں ہونا چاہئے تھا ویسا ہی ترجمہ ہے لیکن ابھی وہ اور بھی پالش کررہے ہیں۔ بعض ایسے مشکل مقامات ہیں جہاں میں چاہتا ہوں کہ دوبارہ تسلی کر لی جائے تو ناروے جماعت چونکہ اس بہت ہی اہم فریضے میں مصروف تھی اور انہوں نے حیرت انگیز اعجاز دکھایا ہے اطاعت اور اس کے نتیجے میں خدمت کا پھل حاصل کرنے کا۔ اس لئے ان کو میں نے ان چیزوں میں یاددہانی نہیں کرائی جن کے متعلق میں جماعت کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ خدا کے لئے جلدی ذمہ داری سے بعض کام سرانجام دیں۔

ان پروگراموں میں چار ایسے پروگرام ہیں بلکہ پانچ جن کے متعلق بارہا جماعت کو سمجھایا ہے کہ آپ ٹیمیں بنائیں اور جب تک آپ یہ کام نہیں کریں گے ہماری MTA حقیقت میں پورا فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔ اب تک زیادہ ترفیض پانے والے اردو دان ہیں یا کچھ انگریزی دان کبھی کبھی ہو جاتے ہیں لیکن دنیا کی مختلف قومیں، مختلف زبانیں بولنے والے احمدی بکثرت بڑھ رہے ہیں اور وہ سارے کے سارے زبان نہ جاننے کی وجہ سے محروم بیٹھے ہیں۔ اب بنگال ہے، بنگلہ دیش کی جماعت بہت اچھی ہے مگر بعض وہاں مربی ہیں جو معلوم ہوتا ہے بہت ہی سست ہیں اور بعض ایسے ہیں جو مستعد ہیں مگر شاید ان کے سپرد یہ کام نہیں کیا گیا۔ اب نام تو نہیں لوں گا یہ تو ناجائز ہے کہ واضح کروں کہ میرے نزدیک کون سست ہے اور کون مستعد ہے لیکن ہے ایسا ہی واقعہ اور اتنے ہیں کہ اگر وہ چاہتے تو سارے پروگرام ساتھ کے ساتھ آسانی سے بنگلہ دیشی زبان میں مل سکتے تھے اور بڑی سخت ضرورت ہے کہ بنگال میں بنگالی زبان میں MTA کے ذریعہ لوگوں تک پہنچا جائے۔ میں نے ایک جائزہ لیا چونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ نصیحت کر کے انسان سمجھتا ہے کہ یہ عمل ہو گیا ہو گا لیکن جب جائزہ لیں تو کچھ اور بات نکلتی ہے۔ پاکستان سے جانے والوں میں سے ایک کے سپرد یہ تھا کہ یہ بھی جائزہ لیں کہ کیا حال ہے اور ایک کو میں نے کہا بھی نہیں تھا از خود وہ ماشاء اللہ اتنے ذہین ہیں کہ خود ہی انہوں نے جائزہ لیا۔ دونوں کا جواب ایک ہی ہے کہ باوجود اس کے کہ بڑی محنت سے جماعت نے ڈش انٹینا ز لگائے، جماعتوں میں مہیا ہو گیا لیکن بہت کم دیکھ رہے ہیں اور بہت کم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ غیر احمدی از خود دیکھ رہے ہیں لیکن احمدیوں میں بہت کم ہیں۔ جب اس کی تحقیق کی تو پتا چلا کہ بنگلہ زبان میں

ان کا ترجمہ ہی نہیں ہے تو وہ کیا کریں بے چارے۔ان کو سمجھ ہی نہیں آتی۔بعض تبرکاً بیٹھ جاتے ہیں سامنے بس۔کچھ ثواب حاصل کر کے چلے جاتے ہیں لیکن علمی فائدہ، دینی فائدہ ان کو کچھ نہیں پہنچتا۔جو دیکھنے والے ہیں وہ وہ ہیں جن کو یا اردو آتی ہے یعنی غیر احمدی جو ہم نے جائزہ لیا ہے یا انگریزی دان ہیں بعض ان میں سے بہت محظوظ ہو رہے ہیں اور بعض اپنے اپنے خط بھی لکھتے ہیں کہ ہم نے یہ دیکھا ہے پروگرام، بہت ہی فائدہ اٹھایا ہے۔مگر جو اصل غرض تھی کہ جماعت کی تربیت ہو جائے اس سے محرومی ہے اور بار بار یاددہانی کے باوجود ابھی تک ان کی طرف سے کوئی بنگلہ پروگرام نہیں آرہے۔اب یہ وعدہ ملا ہے کہ ہم نئے پروگرام بنائیں گے۔نئے تو بنائیں گے جو پہلے بن چکے ہیں ان کا کیا بنا؟ ان میں سب سے اہم ضرورت خطبات کے ترجمے کی ہے کیونکہ خطبات کے ذریعے ایک عالمی جماعت ایک نفس واحدہ کی طرح تیار ہو رہی ہے اور یہ بعثت ثانیہ میں نفس واحدہ دوبارہ بننا بہت ہی ضروری ہے۔جب تک ہم توحید کا ایک منظر اس زمین پر پیش نہیں کرتے اس وقت تک حقیقت میں توحید کا غلبہ دنیا میں ہو نہیں سکتا اور ساری جماعت کا مزاج ایک ہونا چاہئے، ساری جماعت کی سوچیں ایک طرح ہونی چاہئیں، ان کے اخلاق ایک جیسے ہونے چاہئیں اور دینی بنیادی علم میں سب کو کچھ نہ کچھ حصہ ملنا چاہئے اور MTA کے ذریعے وہ کام آسان ہو گیا جو بالکل ناممکن دکھائی دیا کرتا تھا۔یہاں تک کہ جہاں یہ آواز پہنچ رہی ہے اور لوگ فائدے اٹھا رہے ہیں ایک جگہ سے نہیں ساری دنیا سے کثرت سے بعض ایک کہتے ہیں کہ ہم تو احمدی سمجھا کرتے تھے اپنے آپ کو، مگر احمدی تو اب بنے ہیں جب ہم نے MTA کے پروگرام دیکھنے شروع کئے ہیں اب ہمیں پتا لگا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے اور اسلام کی عظمت کس کو کہتے ہیں۔

تو یہ پروگرام ایسے نہیں ہیں جن کو آپ خفیف نظر سے دیکھیں یہ ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے آسمان سے فیض اترا ہے اور اسے ہمیں ہر حالت میں کامیاب بنانا ہوگا۔پس جو پروگرام پیش کئے جارہے ہیں ان کے، ان کی زبانوں میں ترجمے اگر نہیں ہوں گے تو ہم کیسے ان قوموں کو فیض پہنچا سکیں گے اور بنگال میں تو ویسے ہی مولویوں نے بڑی سخت مہم شروع کی ہوئی ہے جماعت کی بدنامی کی۔اس کا جواب اگر ٹیلی ویژن کے ذریعے ملے اور بنگلہ دیشی زبان میں ملے تو بہت فائدہ پہنچے گا کیونکہ بنگالی مزاج کے لوگ عموماً منصف مزاج ہوتے ہیں اور سمجھ دار ہیں۔جب

دلائل سے بات ہو تو بعض دفعہ بڑے بڑے کٹر مخالف مولوی بھی دیکھتے دیکھتے بات مان جاتے ہیں اور ایسی مثالیں بارہا سامنے آئی ہیں کہ بعض جو مولوی ہیں ان کو یہ بھی فائدہ ہے کہ اکثر اردو دان ہیں کیونکہ اردو مدرسوں میں ہندوستان میں جا کر تعلیم حاصل کی ہوئی ہے تو وہ دو تین خطبوں کے اندر بڑے بڑے کٹر مخالف مولوی اللہ کے فضل سے احمدی ہوگئے ۔ یہ شاذ کے طور پر پاکستان میں بھی ہوتا ہے مگر بنگلہ دیش میں، افریقہ وغیرہ میں جو دینی علم رکھنے والوں میں انصاف کا مزاج ہے وہ بدقسمتی سے ہندوستان اور پاکستان کے مولویوں کے مقابل پر زیادہ ہے۔

اس لئے ہمیں بنگالی زبان کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے لیکن ہم کیا کریں ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ بنگال کی جماعت اٹھ کھڑی ہو اور اپنی ضرورتیں خود پوری کرے۔ تو ایک ترجمے میں بہت ہی اہم کام خطبات کا ہے۔ ایک Running Translation یعنی Simultaneous ساتھ ساتھ جاری رہنے والی ہو رہی ہو لیکن ہرگز کافی نہیں ہے۔ جب ہم تعریف کرتے ہیں کہ فلاں نے کمال کر دیا بہت اچھی ٹرانسلیشن کی تو مراد یہ ہے کہ بڑا مشکل کام ہے اس میں گزارہ اچھا ہوگیا ہے۔ لیکن ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جو ٹرانسلیشن ہے اس کا حق ادا ہوگیا ہے، سارے مطالب پوری طرح دوسروں تک پہنچ گئے ہیں اور بعض جگہ پھر غلطیاں بھی رہ جاتی ہیں۔ جب میں سنتا ہوں بعض اوقات تو پتہ چلتا ہے کہ میں نے تو یہ نہیں کہا تھا مگر کم ایسا ہوتا ہے مگر جو بات پہنچتی ہے اس جان اور طاقت کے ساتھ نہیں پہنچتی جو اصل زبان میں پائی جاتی ہے۔

پس اس پہلو سے ہر خطبے کا جو رننگ ٹرانسلیشن ہو بھی چکی ہے اس کا علمی لحاظ سے درست اور مؤثر اور جس زبان میں ترجمہ ہو اس میں طاقتور ہونا ضروری ہے اس کے بغیر ہمارا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ پھر سوال وجواب کی مجالس ہیں، عربوں کے ساتھ ہیں، افریقیوں کے ساتھ ہیں، انگریزوں کے ساتھ ہیں، یورپین کے ساتھ ہیں۔ ان میں اتنے وسیع مسائل سمیٹے جاتے ہیں جن تک انسان کی عموماً رسائی ممکن نہیں ہوتی اور بہت سی کتب میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے اگر کتابوں کے ترجمے کئے جائیں تو ان میں بھی بہت ابھی منازل طے کرنے والی باقی ہیں ترجمے تیار کرنے والے، ان زبانوں کو سمجھنے والے مگر یہ جو مجالس کی دلچسپی ہوتی ہے اس کی وجہ سے وہ انگریزی زبان میں بھی اس کے اچھے ترجمے ہو جاتے ہیں۔ عربی میں تو اس لئے زیادہ اچھے ہو جاتے ہیں کہ وہاں میں رک جاتا ہوں، بات

کہہ کر جب ترجمہ ہوتا ہے تو پھر آگے بڑھتا ہوں۔ جرمن زبان میں جو ہوئے ہیں وہ بھی اس لئے اچھے ہوئے کہ وہاں بھی یہی طریق تھا کہ کچھ بات کہی جواب دیا، رک گیا، پھر اگلا سوال شروع ہوا، اس کا ترجمہ ہو گیا پھر جواب دیا گیا، پھر رک گیا یہاں تک کہ ترجمہ ہو گیا تو وہ معیاری ترجمے ہیں لیکن وہ صرف جرمن میں ہی ہیں جہاں تیار ہوئے ہیں یا انگریزی میں ہیں۔ ان کے معیاری ترجمے دوسری زبانوں میں بھی تو ہونے ضروری ہیں اور جب تک وہ ہوں گے نہیں دوسری زبانوں والے ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

بعض خطوں میں لکھتے ہیں یہ سوال اٹھایا گیا، یہ اعتراض اٹھایا گیا اور شاذ ہی کوئی ایسا ہو جو نیا ہو ورنہ ہر ایک کا جواب کسی نہ کسی مجلس میں آچکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن لوگوں نے سوال کئے ان کے چہرے بتا رہے تھے ان کے چہروں کی حرکتیں اور آثار بتاتے تھے کہ مطمئن ہوئے ہیں۔ تو اگر وہ مطمئن ہو سکتے ہیں جو سوال کر رہے ہیں تو دوسرے بھی انشاء اللہ مطمئن ہوں گے مگر اس کے ترجمے تو کرو۔ ان کے ترجمے مختلف زبانوں میں کرنا صرف یہی کافی نہیں بلکہ ان کے ترجمے ویڈیوز میں اس طرح بھرنا کہ بولنے والے کے انداز اور اس کے فقروں کے ساتھ جس حد تک ممکن ہو مطابقت کریں۔ یعنی یہ اس لئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر پھر اثر پھیکا پڑ جاتا ہے اور انسان تعجب سے دیکھتا ہے کہ یہ کچھ اور ادھر شروع کر دی اس نے۔ یہ بات کسی اور طرف کا رخ لئے ہوئے ہے۔ یہ کام ہے جس کے لئے ٹیمیں بنانے کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں اکثر زبانوں میں ہمارے پاس اب اللہ کے فضل سے، اہم زبانوں میں صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔ جہاں نہیں ہے وہاں ایک زبان کی مدد سے دوسری زبان میں اچھے ترجمے کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً اگر جرمن ٹیمیں مستعد ہوں تو وہ ہمارے لئے بوسنین میں بھی بہت سہولت پیدا کر دیں گی اور البانین میں بھی کیونکہ جرمن میں کثرت سے ایسے مخلص بوسنین اور البانین احمدی ہیں جن کو جرمن پر عبور حاصل ہے اور وہ پھر اپنی زبان سے، وہ اور ان کے خاندان مل کر جرمن زبان سے اپنی زبان میں ترجمے کر سکتے ہیں۔ تو وہ لوگ جنہوں نے اس میں غفلت کی ہے وہ اندازہ کریں وہ کس طرح بعض بڑی بڑی قوموں کے رستے میں حائل ہو کے بیٹھے ہوئے ہیں جو فیض پہنچ سکتا تھا وہ نہیں پہنچ رہا۔

چھوٹی جماعتوں میں جو بہت ہی مستعد اور فوراً انکسار کے ساتھ لبیک کہہ کر خدمت کرنے

والی ہیں ان میں ایک تو ناروے کی مثال میں نے دی ہے، ایک ہالینڈ ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ چھوٹی جماعت ہے لیکن امیر صاحب بھی ماشاء اللہ بہت ہی منکسر اور لبیک کہنے والے اور بھی بہت سے ایسے وہاں مخلصین ہیں ان کی رپورٹ میں آپ کو بتاتا ہوں اس سے اندازہ ہوگا کہ کس طرح مستعدی کے ساتھ وہ کوشش کرتے ہیں۔ وہاں ایک غفلت یہ ہوگئی کچھ عرصے تک کہ ہمارے ایک بہت ہی مخلص ڈچ احمدی ہیں حمید صاحب وہ ترجمہ کر رہے تھے تو شاید یہ تاثر تھا کہ وہی سارے ترجمے کریں گے حالانکہ ناممکن تھا ان کے لئے، سارے ترجمے وہ کہاں کر سکتے ہیں۔ بعض ترجمے ہیں جن کے لئے ٹیموں کی ضرورت ہے۔ تو اس لاعلمی میں کچھ وہاں سستی ہوئی لیکن جب میں نے توجہ دلائی تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت ہی عمدہ اس پر لبیک کہا گیا ہے اور فوری طور پر ٹیمیں بنا کر انہوں نے جو کام شروع کیا ہے اس کے فوری نتیجے بھی نکلنے شروع ہوگئے ہیں۔

امیر صاحب جو هبتہ النور صاحب ہیں ان کی فیکس آئی ہے اس کا اردو ترجمہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ 10 رنومبر کو جب یہ شروع ہوا تھا تو انہوں نے کہا ہے کہ اس وقت 10 رنومبر کو ہیگ میں ایک اجلاس بلایا گیا پچیس نوجوان بچے اور بچیاں جو کہ اس کام کے سلسلہ میں منتخب کئے گئے تھے شامل ہوئے۔ اس میں طے پایا کہ کون نگران ہوں گے، کتنے چاہئیں۔ دس نگران مقرر کئے گئے جو طے شدہ ٹیموں کے ذمہ دار تھے ترجمے کے لئے اشیاء، ویڈیو اور آڈیو کیسٹ اور جتنی ضرورتیں تھیں وہ مبارک یاد اللہ صاحب جو اس کے ذمہ دار ہیں انہوں نے حامی بھری کہ جو ضرورت ہے مجھ سے مانگیں میں دوں گا۔ اب کیسے منظم طریق پر دیکھیں وہ کام کو آگے بڑھا رہے ہیں اور تمام نگرانوں کو ان کی ٹیمز کے ممبرز کے نام، طریقہ کار سمجھایا گیا اور ۱۳ رنومبر کو بذریعہ خط بھی جو کچھ باتیں بھی ہوئی تھیں ان کو پھر دوبارہ پہنچا دیا گیا۔ ۱۹ رنومبر کو سیکرٹری آڈیو ویڈیو نے پھر یاددہانی کرائی اور اس کے ساتھ ویڈیو اور آڈیو کیسٹ بھجوا دیئے۔ اب یہ ویڈیو اور آڈیو کیسٹ وہاں کی جماعت نے از خود جیسا کہ ہدایت دی تھی تیار کئے۔ ان کو پھر Multiply کیا ہے، اس کو بڑھایا ہے اور بعض جماعتیں اب ان کا یہاں نام لینا مناسب نہیں کیونکہ ساری دنیا میں ان کی ہوگی، ان کے امیر صاحب نے لکھا ہے کہ ہمیں ویڈیو تو بھیجو جس کا ہم ترجمہ کریں۔ معلوم ہوتا ہے وہ دیکھتے ہی نہیں ہیں، خطبے بھی نہیں سنتے اور قریب کی جماعت ہے کوئی ہمارے آس پاس کی کہ میں نے تو لکھا تھا ہمیں ویڈیو نہیں بھیجی۔ میں نے کہا ان کو سمجھاؤ کہ

آپ کو لکھا گیا، بار بار سمجھایا تھا کہ آج کے بعد جب سے MTA کا نظام عالمگیر ہوا ہے کوئی ویڈیو نہیں بھیجی جائے گی۔ آپ کو بجٹ مہیا کر دیئے گئے ہیں، آپ سامان خریدیں، اپنی ٹیمیں بنائیں اور وہاں ریکارڈ کریں۔ تو یہ بہانہ ہے ایک نفس کا کہ اپنے گلے سے اتار کر مرکز پر بات پھینکی اور پھر جو بھیجی گئیں ان کا بھی پتا نہیں ان کو ایک تو میں گواہ ہوں، وہاں مانگی جب ویڈیو وقت کے اوپر، کہ جی ہے ہی نہیں ہمارے پاس۔ پھر ایک نوجوان بولا کہ جی پڑی ہوئی ہے فلاں جگہ کونے میں میں نے دیکھی تھی۔ وہ منگوائی تو وہ ویڈیو نکل آئی۔ تو یہ بھی کچھ پتا نہیں کہ ویڈیو ہیں بھی کہ نہیں ہیں، کیا ہو رہا ہے۔ اس لئے ان سے تو میں نے انتظام کھینچ ہی لیا ہے۔ اللہ کے فضل سے اس زبان کی اور جماعتیں موجود ہیں دنیا میں، میں نے ان سے کہا ہے کہ ان سے اب کوئی کام نہیں لینا بلکہ اور دنیا میں جو جماعتیں ہیں یہی زبان بولنے والی وہ مخلص ہیں مستعد ہیں اور انشاء اللہ وہ اس بوجھ کو خود اٹھالیں گی۔ تو بعض دفعہ اتنا افسوسناک اظہار ہوتا ہے کہ سزا اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی کہ ان سے کام کی سعادت کو واپس لے لیا جائے۔ مگر بعض جماعتیں ہیں میں نے بتایا ہے وہ سعادت مند ہیں، بے حد مستعد ہیں، کہیں کوئی ایک آدھ ٹیم غلطی سے ایسی ہے جو رستے میں حائل ہوئی ہے تو ان کو بدل دیا جائے تو انشاء اللہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

یہ ہالینڈ کی جماعت میں بتا رہا ہوں کبھی بھی اس لحاظ سے انہوں نے شکوے کا موقع نہیں دیا۔ جو سنتے ہیں سمجھتے ہیں، اس کے مطابق فوراً عمل کی کوشش کرتے ہیں۔ اب تک جو کہتے ہیں ہومیوپیتھک کلاسز کے لئے ہم نے الگ بنادی ہے، زبانوں کے لئے الگ ہیں ٹیمیں، اور قرآن کلاسز کی الگ ٹیمیں ہیں اور یہاں اس کا ذکر باقی جگہ اس لئے نہیں کہ یاددہانی میں یہاں سے نہیں لکھا گیا تھا مگر خطبات اور Question/Answer کو بھی شامل کریں ان کی بھی الگ مستقل ٹیمیں بنانے کی ضرورت ہے۔ کہتے ہیں زبان سیکھنے کی کلاسز عبدالحمید در فیلڈن کے سپرد ہیں اور وہ اللہ کے فضل سے 12 کلاسز کے ترجمے کر چکے ہیں اور بڑی مستعدی سے کام کر رہے ہیں۔

مگر زبان کے متعلق میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ باقی جو پروگرام ہیں ان میں ایک آدمی کی آواز کافی ہے خواہ وہ مرد ہو اور اگر مرد نہ ہو تو عورت لیکن ایک آدمی کی آواز میں آپ قرآن کریم کی کلاس کا ترجمہ کرلیں یا ہومیوپیتھی کا ترجمہ کرلیں۔ یہ کوئی مضائقے کی بات نہیں لیکن زبان کی کلاس

ہے اس میں ٹیم کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ بعض دفعہ میں بول رہا ہوں بعض دفعہ ایک آدمی مرد جواب دے رہا ہے بعض دفعہ ایک لڑکی پیچھے پردے میں بیٹھی ہے لیکن موجود ہے۔ اس کو عورتوں کی نمائندگی میں بات کرنی پڑتی ہے۔ بعض دفعہ بچوں سے سوال جواب ہیں وہ بچے جواب دیتے ہیں مختلف عمر کے۔ کہیں لڑکے کی آواز ہے، کہیں لڑکی کی آواز ہے تو پروگرام زیادہ محنت کا تقاضا کرتا ہے اور زیادہ اعلیٰ انتظام کا تقاضا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں اب جبکہ ناروے کی ٹیم فارغ ہوئی ہے انشاء اللہ وہ مجھے یقین ہے بڑی جلدی یہ سارے پروگرام بنا کے بھیجنا شروع کر دیں گی۔ تو یہ جو زبان والا حصہ ہے یہ ایسا پروگرام ہے جو کچھ الجھن پیش کر رہا ہے۔

اس سلسلے میں بعض لوگوں کی طرف سے جو نمونے کے پروگرام جنہوں نے سنے ہیں یہ شکایت آئی ہے کہ بعض دفعہ آپ کسی چیز کی طرف اشارہ کر رہے ہیں وہ دکھائی نہیں دے رہی ہوتی۔ کیمرہ مین کسی اور طرف دیکھ رہا ہے اور بعض دفعہ جو ترجمہ کرنے والا ہے اس کی زبان اور ہے وہ لگتا ہے کچھ اور بیان کر رہا ہے، آپ کچھ اور کر رہے ہیں تو سمجھنے میں دقتیں ہیں۔ ان کو میں سمجھا رہا ہوں کہ دقتیں تو ہیں لیکن ان کا حل یہاں سے زیادہ آپ کے ہاتھ میں ہیں جو سننے والی جماعتیں ہیں یہ ان کا فرض ہے۔ ہم نے تو جس طرح بھی ہوسکا ایک پروگرام نمونے کے طور پر پیش کر دیا مگر آگے مختلف زبانوں میں اس کا ڈھالنا اور اس کا حق ادا کرنا یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔ جہاں تک کیمرہ مین کا تعلق ہے آپ کو علم ہونا چاہئے کہ سارے یہ طوعی خدمت کرنے والے ہیں نوجوان۔ اور جو ہماری پروفیشنل ٹیم کہلاتی ہے وہ بھی طوعی ہے اصل میں یہ جسوال برادران کی ٹیم جو ہے یہ طوعی خدمت کرنے والی ہے ان کے اوپر حسب توفیق بوجھ ڈالا جاسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں اور جو نوجوان ہیں بعض دفعہ دل چاہتا ہے کہ ان کو اسی وقت سمجھایا جائے کہ تمہارا کیمرہ دوسری طرف ہے مگر پروگرام میں رخنہ نہیں ڈالا جاسکتا اور وہ اپنی توفیق کے مطابق کرتے ہیں یہ تو نہیں ہوسکتا کہ میں ادھر زبان بھی سکھا رہا ہوں اور کیمرہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ کیمرہ ٹھیک جگہ فوکس ہوا ہے کہ نہیں۔ تو یہ مجبوریاں ہیں ان کو برداشت کریں آہستہ آہستہ معیار اونچے ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا Criticism نہیں ہے جو بدنیتی سے کیا گیا ہے۔ کوئی تنقید ایسی نہیں ہے جس میں نعوذ باللہ من ذالک کوئی رعونت ہو کوئی تلخی ہو۔ مخلص بندے ہیں وہ بے چارے چاہتے ہیں کہ پروگرام اچھے ہوں تنقید بھیج دیتے ہیں

اس لئے ان پر کوئی شکوہ نہیں لیکن جواب دینا اور سمجھانا تو بہر حال میرا کام ہے اس لئے میں بڑے ٹھنڈے دل سے ان کو بتا رہا ہوں شکریہ مگر مجبوریاں ہیں۔ایک موقع پر تو ایک تنقید ملی تو اس پر مجھے یہ شعر یاد آ گیا۔کہ

اے موج بلا ان کو بھی ذرا دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفان کا نظارہ کرتے ہیں (شاعر: معین احسن جذبی)

طوفان میں پڑ کے کچھ مدد کریں تو بات بنے۔جس کشتی کو آپ متلاطم دیکھ رہے ہیں، ڈولتی ہوئی دیکھ رہے ہیں، کچھ اس کے لئے آگے بڑھیں تو پھر بات بنے۔کناروں پر سے دیکھ کر تبصرے کر دینا یہ کافی نہیں ہے لیکن ایک اور بھی شعر تھا اس کو چھوڑ کر مجھے یہ کیوں پسند آیا کیونکہ ان کے خلاف دل میں کوئی غصے کا جذبہ نہیں۔تو اس شعر کے پہلے مصرع میں بہت پیاری بات ہے جو میرے دل کو لگتی ہے۔

اے موج بلا ان کو بھی ذرا دو چار تھپیڑے ''ہلکے سے'' غصہ نہیں ہے صرف نمونہ چاہتے ہیں ہم۔تو اس لئے عمداً میں نے اس مضمون کے فارسی کے دوسرے شعر بھی ہیں وہ چھوڑ کر اس کو اس ''ہلکے'' کی وجہ سے چنا ہے۔تو کچھ ہلکا سا آپ بھی تجربہ کر لیں۔اپنے نام پیش کریں۔ان منتظمین کے حضور جنہوں نے ان کاموں کو اپنے ملکوں میں جاری کرنا ہے اور پھر دیکھیں اگر اچھے پروگرام بنیں گے تو سو بسم اللہ، بہت خوشی کی بات ہے۔مگر یہاں کے پروگرام بھی اللہ کے فضل سے چونکہ مسلسل نظر ہے کوشش ہے وہ بہتر ہوں گے۔ایک تبصرہ آیا تھا کینیڈا سے کہ ''جی وخت پایا اے اپنے آپ نوں'' یعنی زبان کے معاملے میں تبصرہ بڑا دلچسپ ہے لیکن زیادہ گہرا ہے۔یہ ''وخت پانے'' کا جو مضمون ہے یہ ایک Attitude کو بھی ظاہر کرتا ہے۔قرآن کلاس پر یہ تبصرہ نہیں آسکتا کبھی اور ہومیو پیتھک کلاس پہ بھی نہیں آیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض تبصرہ کرنے والوں کے نزدیک اس کی اہمیت ہی کچھ خاص نہیں ہے۔''وخت پانے'' کا تصور اہمیت سے منسلک ہے اگر ایک اچھی اعلیٰ چیز کے لئے ایک انسان زور مار رہا ہے اور کوشش کر رہا ہے تو اس پر تبصرہ نگار جو اس کی اہمیت کو سمجھتا ہو ''وخت پانے'' کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔یہ چونکہ اردو کلاس ہو رہی ہے اس کو ویسے کچھ نہ کچھ آتی ہے، کافی آتی ہوگی شاید لیکن وہ سمجھتا ہے خواہ مخواہ مصیبت پڑی ہوئی ہے۔بے وجہ ہی زور مار رہے ہیں، سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں، اگلا سمجھتا نہیں، کس مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔

بات یہ ہے کہ وخت نہیں ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک ذمہ داری ہے اور وہی ذمہ داری ہے جس کا اس حدیث میں ذکر آیا ہے، قرآن کریم کی ان آیات میں ذکر آیا ہے اور آپ کو جو لگتا ہے کہ وخت پڑا ہوا ہے وہ وخت ہے ہی نہیں کیونکہ وہ شخص جس کا ایک کام سے عشق ہو وہ جب کام کرتا ہے تو اس کو لطف آرہا ہوتا ہے دیکھنے والے وخت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ میں نے دیکھا ہے کہ بعض بنئے قادیان کے زمانے میں، ہندوستان میں ابھی بھی بعض دفعہ چونکہ قانون کی پابندی نہیں ہے کہ کب دکانیں بند کی جائیں اب بھی بعض دفعہ وہاں دکانیں رات گیارہ گیارہ بارہ بارہ بجے تک کھلی رہتی ہیں اور اس کے بعد پھر وہ بنئے بیٹھتے ہیں اور اپنے سارے حساب کتاب، اپنے سارے کھاتے مکمل کر کے، بند کر کے، نفع نقصان کا حساب پائی پائی کا کر کے پھر وہ رات کو گھر جاتے ہیں۔ اب کوئی آدمی کہے کہ جی وخت پایا ہے بیچارے نے حالانکہ ''وخت شخت'' کوئی نہیں اس کی تو زندگی کا مزہ ہی یہ ہے تو جس کو دولت سے عشق ہے اس کے تو مزے کے لمحات ہی وہ ہیں اس کی ثواب کی دنیا ہی وہی ہے جو آخر پر بیٹھ کے حساب کر رہا ہے کہ کتنا منافع ہو گیا۔ کہاں کیا ہوا، کوئی چیز ضائع تو نہیں ہوئی۔ تو اپنی دنیا یہ بنا لیں جو علم کی دنیا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے فیض کی دنیا ہے اور اس سے محبت پیدا کر لیں تو نہ مجھے وخت پڑے گا نہ آپ کو وخت پڑے گا اور جو مجھے وخت پڑا ہے۔ کچھ آپ نے بھی تو ڈالا ہوا ہے۔

سمجھتے کیوں نہیں کہ یہ کام بڑے ضروری ہیں انہیں بہر حال ہمیں کرنا ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ اس ذریعے سے ہر زبان سکھانی مشکل کام ہے۔ مجھے منظور ہے لیکن اس کا متبادل کیا ہے۔ ہر زبان الگ الگ تیار کی جائے اس سے بہتر متبادل کوئی نہیں مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم ایک چینل پہ اب آٹھ زبانیں ایک ہی پروگرام سے سکھاتے ہیں تو پھر آٹھ گنا وقت چاہتے ہیں اور اگر ایک گھنٹہ روز زبان سکھانے پر لگایا جائے تو جیسا کہ ہم نے سولہ زبانیں چنی ہیں ابتداءً پہلے آٹھ ہوں گی پھر اس کے بعد آٹھ اور داخل کر دی جائیں گی تو ان سولہ زبانوں کے لئے سولہ گھنٹوں کا پروگرام یہ چاہئے اور اگر ہم ساتھ ساتھ جاری کریں تو دو گھنٹے میں یہ سارا کام ہو جاتا ہے اور ٹیلی ویژن کا گھنٹہ بہت مہنگا ہوتا ہے۔ آپ کو اندازہ نہیں ہے۔ یہ باتیں میں آپ کو پوری بتاتا نہیں مگر اللہ نے توفیق دی ہے تو کام چل رہا ہے۔ خدا کے فضل سے جرمنی کی جماعت نے بڑا حصہ لیا ہے اور بھی جماعتیں پاکستان کی قربانی کر رہی ہیں۔ مشرق وسطیٰ کی جماعتیں بھی قربانی کر رہی ہیں تو اس لحاظ سے انگلستان کو بھی اللہ

توفیق دے رہا ہے۔میں نے دیکھا بعض چہروں پر تعجب تھا کہ ہم کسی شمار میں ہی نہیں ہیں، آپ بھی قربانی کررہے ہیں لیکن سب سے زیادہ جرمنی کی جماعت کو توفیق مل رہی ہے۔تو اس لئے گزارہ تو چل رہا ہے۔مگر اس خرچ کو اس وقت آٹھ گنا کرنے کی توفیق نہیں ہے۔جب ایسا زمانہ آئے گا ایک ٹرانسپانڈنٹ نہیں پورے کے پورے سیٹلائیٹ جماعت کے ہوں گے تو ان کے سارے چینلز پہ انشاء اللہ علوم کے دریا بہیں گے مگر وہ وقت ابھی نہیں آیا، ابھی تو جو مہیا ہے اسی سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنا لازم ہے۔اور ایک شخص کہے گا کہ جی اردو تو سمجھ آ گئی لیکن انگریزی میں یا فلاں زبان میں ابھی تک پوری طرح بات سمجھ نہیں آرہی کیونکہ اسی تصویر سے ایک انسان اپنی طرف سے اس میں مطالب بھرنے کی کوشش کرتا ہے۔تو ان کو میں بتاتا ہوں کہ صبر سے کام لیں ضرور سمجھ آجائے گی، بار بار سننا پڑتا ہے۔اتنی دفعہ سمجھایا ہے کہ بچے کو سمجھ لیں۔ماں باپ ایک بچے پر جب زور لگاتے ہیں تو ایک تو یہ کہ، ان کو لگتا ہے کہ بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے کوئی مصیبت نہیں۔ماں باپ کو تو اتنا مزہ آتا ہے بچے کو زبان سکھانے کا کہ اس کے توتلے منہ سے جب ایک آدھ فقرہ سنتے ہیں تو اسی پہ عش عش کر اٹھتے ہیں اور بعض مجھے سنانے کے لئے کہ بچے نے کلمہ پڑھا ہے تو میرے پاس لے آتے ہیں ملاقات کے وقت۔نہیں نہیں یہ تو آپ کو سنانا ہی ہے یہ اس بچے نے کلمہ سیکھ لیا ہے اور مجھے چونکہ بتاتے ہیں کہ کلمہ ہے اس لئے اعتماد ہے کہ کلمہ ہی ہوگا لیکن ''تت مت'' ہوتا ہے بس اور کچھ بھی نہیں ہوتا اس میں۔تو سکھانے والا پھل دیکھتا ہے تو کچا کھٹا پھل بھی اس کو اچھا لگتا ہے۔زبانیں اسی طرح ماں باپ سکھاتے ہیں ہم بھی جو کوشش کررہے ہیں آپ یہ سمجھ لیں کہ پروفیشنل میں نہیں، ایک غریبانہ کوشش ہے مگر فائدہ ضرور ہوگا اور ہونا شروع ہو چکا ہے۔

ہماری کلاسیں جواب تک پینتالیس ہو چکی ہیں ان میں سے کچھ ایسے تھے رشین زبان جاننے والے، عربی زبان جاننے والے، بعض دوسری زبانیں جاننے والے، افریقن زبانیں جاننے والے، اردو کی ایک لفظ نہیں سمجھ آتی تھی، اب اللہ کے فضل سے لطیفے سنتے، Enjoy کرتے، کہانیاں سنتے اور سمجھتے اور باتوں کا جواب صحیح دیتے ہیں اور پینتالیس سبق ہیں صرف۔یہ پینتالیس سبق زیادہ عرصے پر پھیلے ہوئے ہیں درست ہے لیکن انہوں نے تو صرف پینتالیس ہی سنے ہیں نا۔جب آپ ان کو سنیں گے تو پینتالیس دن میں ایک ایک گھنٹہ بھی روزانہ دیں تو آپ کو دوسری زبانیں بھی

انشاءاللہ اسی طرح آنی شروع ہو جائیں گی مگر شروع میں سننا پڑتا ہے۔ایک آدھ کلاس دیکھ کر آپ کو کبھی بھی سمجھ نہیں آسکتی کہ کیا ہو رہا ہے اور ہمیں مشکل یہ ہے کہ ترجمے نہیں آئے ابھی تک۔دوسری زبانوں میں ہوں تو پھر اکٹھے پروگرام شروع کریں کیونکہ الف سے کام چلانا پڑے گا''ی'' تک پہنچانا ہے۔

اور ہومیو پیتھک میں بھی یہی مشکل ہے کہ جب تک آغاز کے لیکچرز کا مختلف زبانوں میں ترجمہ نہ ہو جائے لوگوں کو ہومیو پیتھک کا فلسفہ ہی سمجھ میں نہیں آتا اور جس طرح میں نے سمجھانے کی کوشش کی ہے اللہ کے فضل کے ساتھ میں امید رکھتا ہوں کہ اگر کسی کو الف۔ب بھی شفاء کا علم نہ آتا ہو تو وہ ہومیو پیتھک ساتھ ساتھ شروع کرے تو اس کو انشاء اللہ بہت سی صحت کی ضرورتیں جو ہیں وہ ان میں خود کفیل ہو جائے گا اور جنہوں نے تجربہ کیا ہے وہ بتا رہے ہیں دنیا کے مختلف جگہوں سے خط آتے ہیں کہ ہمیں تو اتنا آرام آگیا ہے کہ روزمرہ گھر میں بیماریاں، ڈاکٹروں کی طرف بھاگو، خرچ کرو۔اب ہم نے سستی سی دوائیں ہومیو پیتھی کی، وہ لے کر گھر میں رکھ لی ہیں اور بعض تجربے بھی بتاتے ہیں اور بعض ایسے دلچسپ تجربے ہیں کہ میرے علم میں بھی اضافہ ہوتا ہے کہ آپ نے کہا تھا فلاں دوا، فلاں دوا، فلاں دوا وہ پوری طرح کام نہیں کرتی تو ہم نے یہ Combination بنایا۔ہم نے سوچا اور اس سے فائدہ حاصل کرلیا۔تو یہ بھی علم کا ایک حصہ ہے انہی علوم کا جن کا فیض محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے کیونکہ **العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان** فرمایا دو ہی تو علم ہیں یا دین کے علوم ہیں یا سائنسی علوم ہیں، یا بدنوں کے علوم جو صحت سے تعلق رکھتے ہیں ان کو خوب جاری کرو اور وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو برکتوں سے بھر دے گا۔

تو یہ سارے پروگرام ہیں جیسے بھی ہیں سردست ان کو قبول کریں شوق سے اور ان کو بہتر بنانے کی ذمہ داری اب ان جگہوں پر ہے جہاں وہ زبانیں بولی جاتی ہیں۔جہاں ماہرین موجود ہیں اور ان کو ٹیمیں اس طرح بنانی چاہئیں جس طرح میں نے بیان کیا ہے صرف ایک آدھ آدمی کو کہہ کر بات نہیں بنتی۔خود بیچ میں بیٹھ کر ٹیمیں بنوانی پڑتی ہیں اور ان کی پھر نگرانی کرنی پڑتی ہے۔

امریکہ سے بھی ابھی تک پروگرام نہیں ملے جو میں کہہ رہا تھا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ امیر صاحب بہت ہی مستعدی اور اخلاص اور بے حد انکسار سے کام کرنے والے ہیں۔صحت کمزور ہے، جسم میں بعض دردیں ہیں، اس کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ وعاجلہ

عطا فرمائے لیکن جماعت میں پورا وقت دے رہے ہیں۔ مشکل یہی ہے کہ وہ ٹیم جس کے سپرد انہوں نے کام کیا ہے وہ نہیں کر رہی اور اس کی اب ان کو نگرانی کرنی پڑے گی اگر وہ نہیں کر سکتے تو ان کو بدل دیں مگر امریکہ سے امریکن پروگرام آنے چاہئیں اور انگریزی کا جہاں تک تعلق ہے امریکن انگلش بھی ایک انگلش ہے لیکن الگ ہے کچھ اس میں بھی اگر ساتھ انگریزی زبان سکھانے کے اسی Formate پر جو ہم تصویریں پیش کر رہے ہیں ان کی طرف سے آ جائیں تو ایک بہت ہی مفید با برکت کام ہوگا۔

سپین نے بھی انفرادی طور پر لوگ پیدا کر دیئے ہیں مگر جماعتی طور پر وہاں یہ کام نہیں ہو رہا بلکہ منتظمہ بیٹھ گئی ہے بعض Tapes کے اوپر۔ سب سے زیادہ فخر سے جو چیز پیش کی ہے وہ خطبات کے ترجمے ہیں کہ اتنے ترجمے ہو چکے ہیں حالانکہ اس کا نظام جماعت سپین سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ ایک مخلص آدمی جو بیمار ہے کبھی بیمار ہو جائے تو کام چھوڑ بیٹھتا ہے، کبھی صحت مند ہو تو کام شروع کر دیتا ہے اس کو باقاعدہ وظیفہ دے کر ہم نے براہ راست مقرر کیا ہوا ہے اور یہ سارا کام اسی کا ہے۔ اس کے علاوہ آنریری (رضا کار) خدمت کرنے والے بھی ہیں لیکن جس طرح میں نے کہا تھا کہ ٹیمیں منظّم کی جائیں اور ان کی نگرانی کی جائے یہ نہیں ہو رہا۔

U.K کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے سارے کارکن تو مرکز نے اپنے قبضے میں کر لئے ہیں ہم کیا کریں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں سے ہی گزارہ کیا جائے گا لیکن انگریزی زبان سکھانے کا جہاں تک تعلق ہے اور انگریزی میں ان چیزوں کے تراجم کا تعلق ہے جو مرکز میں خدمت کرنے والے U.K کے ہیں معاملہ ان کی طاقت سے بڑھ کر ہے یہ۔ بہت زیادہ محنت کر رہے ہیں دن رات اور یہ U.K کے خدام اور لجنات کا یہ فیض ہے جو ساری دنیا کو پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزا دے مگر اسی کام کے لئے U.K کی جماعت کو لازماً الگ ٹیمیں بنانی ہوں گی اور یہ خیال کر لینا کہ جی رننگ ترجمہ ہو گیا ہے اور اردو کلاس کا یہ تو علم سے مذاق کرنے والی بات ہے۔

زبان سکھانے میں رننگ ترجمہ تو کبھی کام نہیں دے سکتا، ساتھ ساتھ جو ترجمہ ہو رہا ہے۔ اس کے لئے کوئی ایسی ٹیم بنائیں جو اللہ کے فضل کے ساتھ یہیں پیدا ہو کر بڑھنے والی، انگریزی زبان پر عبور رکھنے والی، تلفظ کے لحاظ سے، محاورے کے لحاظ سے، پورا پورا ان کے اوپر اعتماد کیا جا سکتا ہو اور پھر وہ ٹیمیں بنا کے بیٹھیں۔ مرد کی آواز ہو تو مرد اس میں حصہ لے رہا ہو، عورت کی ہو تو عورت حصہ لے

رہی ہو۔تو اس کے لئے ایک دو ٹیمیں بنالیں تو سب کام آسان ہو جائے گا لیکن چونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے ابھی رمضان کے فوراً بعد ہم نے یہ پروگرام شروع کر دینے ہیں اور جہاں جہاں خلا آئے گا وہاں اس جماعت کی ذمہ داری ہو جائے گی۔اس وقت اعلان کر دیں گے کہ یہ ہم انتظار کر رہے ہیں ۔سپین سے بھی ٹیپ نہیں پہنچی، فلاں جگہ سے نہیں پہنچی اس لئے ہم کیا کر سکتے ہیں تو خلا کی ذمہ داریاں اب آپ سب کے اوپر لیکن اب زیادہ انتظار نہیں ہوسکتا۔ بیک وقت جتنی Tapes بھی مہیا ہوں گی ان کو رمضان کے معاً بعد انشاء اللہ جاری پروگرام کی صورت میں چلا دیا جائے گا۔

اور دوسری ذمہ داری آپ لوگوں کی یہ ہے جو سن رہے ہیں کہ ہر ملک میں ان سب زبانوں کی ٹیپ ریکارڈنگ کا انتظام ہونا چاہئے اور ان سب پروگراموں کی ٹیپ ریکارڈنگ کا انتظام ہونا چاہئے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض ممالک میں ڈش انٹینا کی سہولت ہی بہت تھوڑی ہے اور بڑا حصہ جماعت کا ایسا ہے جہاں ابھی تک ڈش انٹینا کے ذریعہ وہ اس عالمی وحدت کی لڑی میں پروئے نہیں جاسکے۔اس لئے ضروری ہے کہ وہاں ویڈیوز کے ذریعہ پھر آگے ان تک یہ فیض پہنچائے جائیں اور ویڈیو کے ذریعے جو معمولی ضرورتیں ہیں وہ تو اللہ کے فضل سے اس زمانے میں ہر جماعت کی توفیق کے اندر ہیں وہ مہیا کریں اور زائد خرچ ہم ادا کریں گے۔انشاء اللہ

تو ان چیزوں کو ریکارڈ کریں اور پوری لائبریری اس کی بنائیں پھر تنظیم کے ساتھ ترتیب اور سلیقے کے ساتھ ان کا فیض ان سب جماعتوں تک پہنچانے کی کوشش کریں جہاں ڈش کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا بلکہ وہاں بھی جہاں ڈش کے ذریعے پہنچ سکتا ہے کیونکہ بسا اوقات لوگ باقاعدگی کے ساتھ پروگرام نہیں دیکھ رہے ہوتے اور بعض ڈش کے انتظام ایسے ہیں آج ایک پارٹی نے آکے دیکھا ہے کل ایک اور پارٹی آئے گی اور وہ دیکھ رہی ہوگی۔تو جو جاری تربیت کے پروگرام ہیں ان میں قرآن کریم کی کلاس ہے اس میں جہاں تک مجھ سے ہوسکتا ہے کوشش کر رہا ہوں کہ ترجمہ ایسا کیا جائے جو ساتھ ساتھ سمجھ آرہا ہو یعنی ترجمہ تو لکھا ہوا بھی ہوتا ہے لوگ پڑھ جاتے ہیں لیکن کلاس میں جب آپ دیکھیں گے تو اکثر کھڑے ہو کر جہاں میں نے پوچھا ہے کہ ترجمہ سن لیا؟ ہاں جی اب سن لیا۔کیا مطلب ہے؟ مطلب نہیں آتا تو اس ترجمے کا کیا فائدہ جس کا مطلب نہیں آتا۔وہ تفسیر نہیں ہے بلکہ ترجمہ سمجھانا بھی ضروری ہے اور قرآن کریم میں تو بکثرت ایسے مقامات ہیں جہاں ترجمے کو ٹھہر کر اس

کی گہرائی میں جا کر سمجھانا لازم ہے ورنہ ایک غلط تصور پیدا ہوسکتا ہے اور اگر کوئی اعتراض کرے تو پھر اس اعتراض کا جواب نہیں آئے گا۔ پس اس طرح کوشش کر کے جو میں ترجمہ سمجھا رہا ہوں اس کا بھی ترجمہ ضروری ہے۔

پہلے خیال تھا کہ عربوں کے لئے قرآن کریم کے ترجمے کی کیا ضرورت ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ عربوں کا ایک بڑا حصہ ہے جن کو قرآن کریم کا صحیح ترجمہ نہیں آتا۔ دارجہ زبان ہے جو فصیح کلام ہے اس سے اکثر کو واقفیت نہیں اور قرآن کے ترجمے میں صرف ترجمے کی بات نہیں، ترجمہ سمجھانے کا موقع بھی ہے۔ بہت سے ایسے تاریخی واقعات ہیں مثلاً وہ فَادّٰرَءۡتُمۡ فِیۡہَا (البقرہ: 73) والی آیت جس میں قتل ہوا اور تم لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا اب وہاں خالی ترجمہ پیش کردیں تو کسی کے پلے کیا پڑے گا۔ سمجھانا پڑتا ہے کہ یہ واقعہ تھا یہ ترجمہ ہے فلاں ترجمہ غلط ہے یہ درست ہے اور اس مضمون کو سمجھو۔ تو یہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق مل رہی ہے جماعت کو کہ قرآن کریم کا ترجمہ آسان انداز میں دنیا میں جاری کرے اس کا آگے استفادہ تبھی جماعتیں کرسکتی ہیں اگر ان زبانوں میں یہ ترجمے پیش کئے جائیں تو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ اب یہ سارا خلاصہ تو میں پیش نہیں کرسکتا صرف اتنا عرض کروں گا کہ جرمنی میں اگر اچھا کام ہوا ہے تو صرف ٹرکش زبان میں ہوا ہے کیونکہ وہاں ایک ٹرکش مبلغ کے سپرد وہ کام کیا گیا تھا انہوں نے اپنے حصے کا کام اللہ کے فضل سے خطبات میں بہت محنت کی ہے اور بھی کام ان کے سپرد ہم کر رہے ہیں مگر اس طرح بات نہیں بنے گی۔

ہر جماعت کے امیر کو مجلس عاملہ کا اجلاس بلانا چاہئے اس خطبے کی روشنی میں جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان کا جائزہ لینا چاہئے اور ایک ایک مضمون کی ایک ٹیم اب کافی نہیں رہی اب وقت سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ ایک ایک کام میں زیادہ ٹیمیں بنائیں آپ۔ اب بنگلہ دیش کی اس بات پہ میں مثال دیتا ہوں۔ اب وہ ان سب کاموں پر اگر وہ ایک ایک ٹیم بنا کر تسلی کرلیں تو وقت سے ہمیشہ پیچھے رہیں گے۔ اب بعض مربی ہیں ان کے سپرد یہ کام کریں ایک کے سپرد دو یا تین ٹیمیں ہوں اور بیک وقت وہ تینوں ٹیمیں اس مربی کی نگرانی میں کام کریں تو اس طرح کام تین گنا رفتار سے بڑھے گا تو پھر بمشکل اس مقام کو پہنچیں گے۔ جہاں ہم آگے نکل چکے ہیں اس وقت۔ اب پینتالیس سبق کسی میں ساٹھ سبق کسی میں اس سے بھی زیادہ۔ اب ان کو پکڑنا ہے آپ نے اور ساتھ ساتھ تازہ تازہ کا بھی

ترجمہ کرنا ہے۔تو بہت مشکل کام ہے اس پہلو سے کہ جو آپ نے پہلا وقت ضائع کیا اس کا ازالہ بھی اب آپ نے کرنا ہے۔تو دعائیں کریں اور توکل کریں یہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ کام ایسا ہے جو ہماری توفیق کے اندر ہے۔دعا، توکل اور اس کے درمیان عزم کو رکھ لیں کیونکہ قرآن کریم نے فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (آل عمران: 161) فرمایا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم عزم کرلو تو تم نے چھوڑنا نہیں ہے اور یہ نہ کہو کہ جی مشکلیں رستے میں تھیں، کئی دفعہ تبلیغ کے رستے میں بعض لوگ کہتے ہیں جب ہم پیچھے پڑتے ہیں شروع شروع میں بڑا خوش ہو کے الحمدللہ بڑی کامیابی ہوئی۔پھر بڑا سخت Panic خط آجاتا ہے ڈرا ہوا اور ڈرانے والا اپنی طرف سے کہ یہاں تو مخالفت بڑی شروع ہوگئی ہے۔سعودی عرب نے یہ کردیا، فلاں ملک نے یہ کردیا، لٹریچر ہوگیا۔میں ان کو کہتا ہوں آپ اس سے پہلے کس دنیا میں بس رہے تھے۔کیا آپ نے کبھی قرآن نہیں پڑھا۔آدم کے آغاز کے وقت ہی شیطان کو اللہ تعالیٰ نے یہ کہا تھا کہ تو نے چھٹی مانگی ہے میں تمہیں چھٹی دیتا ہوں قیامت تک چھٹی ہے بلکہ ایسی چھٹی ہے کہ جو تم نے نہیں مانگا وہ بھی میں بتا رہا ہوں۔اپنے پیادے بھی چڑھا لاؤ، اپنے سوار بھی لے آؤ، جو کچھ تم میں ہے ظاہری اندرونی سارے ہتھیار استعمال کرلو لیکن ایک بات میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ میرے بندوں پر تو غلبہ حاصل نہیں کر سکے گا۔اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ (الحجر: 43) جو میرے بندے ہیں ان پر تجھے غلبہ نہیں مل سکتا۔تو مجھ سے کیا جواب پوچھتے ہیں قرآن تو پہلے ہی دے چکا ہے۔مخالفت لازماً ہونی ہے۔آپ ان رستوں پر چلے ہیں جہاں مخالفتوں کی ہمارے مالک نے اجازت دی ہے بلکہ دعوتیں دی ہیں کہ آجاؤ، چڑھا لاؤ اپنے پیادے، اپنے سوار لے آؤ، اپنی ساری طاقتیں استعمال کرلو لیکن تم ضرور نامراد ہوگے۔میرے بندوں پر تمہیں غلبہ نصیب نہیں ہوسکتا۔

اللہ کے بندے بنیں پھر کون سا ڈر ہے۔لازماً فتح آپ کے مقدر میں ہے۔آپ کے قدم چومے گی۔خدا نے آپ کے ہاتھ میں فتح کی کلید تھما دی ہے۔پس اس یقین کے ساتھ جو عزم ہے اس کے ساتھ یقین ضروری ہے اور یہ توکل ہے جو لفظ یہ ہمیں سمجھا رہا ہے کہ تم نے عزم کیا، کیسے تم توقع رکھتے ہو کہ خدا تمہارے عزم کے بدلے میں اپنی نصرت کے وعدے نہیں عطا کرے گا۔وہ دوسرا حصہ توکل کا ہے۔پس ان کاموں میں عزم کرلیں، فیصلہ کرلیں کہ اپنی تمام صلاحیتیں اس راہ میں جھونک

دیں گے۔قدم نہیں ڈگمگانے دیں گے۔جس قدر طاقت ہے لازماً آگے بڑھتے جائیں گے پھر توکل کریں کیونکہ خدا کا وعدہ ہے کہ آپ کے عزم کی تائید فرمائے گا اور لازماً آپ کو غلبہ عطا ہوگا۔اللہ تعالیٰ کرے کہ کل کی بجائے یہ آج عطا ہو۔مگر جو سلسلہ جاری ہے اس نے تو انشاءاللہ دن بدن آگے بڑھتے ہی چلے جانا ہے۔اس رمضان میں جو یہ میں نے تحریک کی ہے ان سب کی مدد جو ان کاموں میں ملوث تھے یا نئے ارادے لے کر بیچ میں شامل ہوں گے اپنی دعاؤں سے کریں۔بقیہ اب تھوڑے دن رہ گئے ہیں اللہ کرے کہ ہمیں مقبول دعائیں کرنے کی توفیق عطا ہو۔آمین